 

11-09-2016

بیرونِ ملک مقیم پاکستانی مسلمانوں کی اپنے آبائی وطن میں قربانی

مفتی منیب الرحمٰن

بیرونِ ملک پاکستانی مسلمانوں نے ہم سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ وہ اکثر پاکستان میں اپنی قربانی کرنے کے لیے کسی کو اپنا وکیل بناتے ہیں، بعض اپنے رشتے داروں کو وکیل بناتے ہیں اور اپنے آبائی علاقوں میں قربانی کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ وہاں کے غُرباء اور اُن کے رشتے داروں تک قربانی کا گوشت پہنچ جائے۔ اسی طرح بڑی تعداد میں بیرونِ ملک پاکستانی مسلمان دینی و رفاہی اداروں کو قربانی کے لئے اپنا وکیل بناتے ہیں اور قربانی کے لیے پیسے اُن کو بھیج دیتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ مستحقین اُن کی قربانی کے گوشت اور کھالوں سے مستفید ہوسکیں۔ آج کل مختلف ممالک میں بعض صورتوں میں عیدالاضحیٰ میں ایک یا دو دن کی تقدیم یا تاخیر ہوجاتی ہے، تو ایسی صورتِ حال میں شرعی اعتبار سے قربانی کے صحیح طور پر ادا ہونے کے لیے کن باتوں کی رعایت ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ قربانی کے ایام اور اوقات کے لحاظ سے بیرونِ ملک مقیم صاحبِ قربانی اور مقامِ قربانی میں سے کس کا اعتبار کیا جائے گا؟، کیونکہ قربانی عبادت ہے اور عبادت کو شرعی احکام کے مطابق ادا کیا جانا چاہیے۔ لہٰذا عوام اور رفاہی اداروں کی رہنمائی کے لئے فقہی اصولوں کے مطابق ہم نے مناسب سمجھا کہ اس مسئلے پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے، سطورِ ذیل اس مقصد کے لیے تحریر کی جارہی ہیں:

اس حوالے سے ہماری قدیم کُتبِ فتاویٰ میں صراحت نہیں ہے، کیونکہ اس وقت رَسل و رسائل اور ابلاغ کے ذرائع اتنے ترقی یافتہ نہیں تھے۔ اس لئے ہمارے فقہائے متقدمین کے سامنے شہر اور دیہات یا دو شہروں کی مثالیں تھیں اور اُن کے بیان کردہ مسائل اس صورتِ حال کے مطابق ہیں کہ عید کے دن شہر میں قربانی نمازِ عید کے بعد کرنی ہوگی اور دیہات میں صبح صادق کے بعد بھی کی جاسکتی ہے۔ پس اگر قربانی شہر میں کی جارہی ہے، تو شہر میں پڑھی جانے والی پہلی نمازِ عیدالاضحیٰ کے بعد ہونی چاہئے، خواہ جس کی قربانی ہورہی ہے، وہ دیہات میں ہی کیوں نہ ہو اور اگر قربانی ایسے دیہات میں ہورہی ہے، جہاں نمازِ عید نہیں ہوتی، تو دس ذوالحجہ کی طلوعِ فجر کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے، خواہ صاحبِ قربانی شہر میں ہو۔

الغرض اس صورتِ حال میں قربانی کے درست ہونے کے لئے مقامِ ذبح کا اعتبار ہے، صاحبِ قربانی کا اعتبار نہیں ہے، یہ مسئلہ اس حد تک درست ہے۔ لیکن فی نفسہٖ قربانی کے وجوبِ ادا کا سبب وقت یعنی صاحبِ قربانی کے لئے، خواہ وہ کہیں بھی ہو، ایامِ قربانی کا ہونا ہے۔ چنانچہ ہمارے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر سات اشخاص نے مل کر قربانی کی ایک گائے خریدی اور 9 ذوالحجہ

کوایک شریک کا انتقال ہوگیا، تو اگر اس کے ورثاء اجازت دے دیں، تو سب کی قربانی جائز ہوجائے گی، ورنہ کسی کی بھی جائز نہیں ہوگی۔ کیونکہ کسی صاحبِ نصاب مسلمان پر قربانی کا ادا کرنا اُس وقت واجب ہوگا، جب اُس کا ''یوم النحر'' شروع ہوجائے اور 9 ذوالحجہ یوم النحر نہیں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر صاحبِ قربانی کینیڈا میں ہے، تو اس کے لئے وہاں کے ایامِ نحر معتبر ہوں گے، پس اگر وہاں عیدالاضحیٰ ہفتے کے دن ہے، تو پاکستان میں اس کی قربانی پیر تک ہی ہوسکے گی اور اگر وہاں عیدالاضحیٰ اتوار کو ہے، تو یہاں اس کی قربانی منگل تک ہوسکے گی، البتہ قربانی کے وقت کے لئے مقامِ ذبح کا اعتبار ہوگا۔

تنویرالابصار مع الدرالمختار میں ہے: ''اور قربانی کا سبب وقت ہے اور وہ ایامِ نحر (قربانی کے دن) ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ رأس (مسلم عاقل وبالغ صاحبِ نصاب کی ذات) ہے اور فتاویٰ ''تتارخانیہ'' میں اسے مقدم رکھا''۔ اس کی شرح میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

''کسی حکم کا سبب وہ ہوتا ہے، جس پر وہ حکم مرتب ہوتا ہے، جس کے اثر کا ادراک عقل سے نہیں ہوسکتا اور نہ ہی (عبد) مُکلف کے کرنے سے ہوتا ہے، جیسے نماز کے لئے وقت۔۔ آگے چل کر کہا: پھر ثابت ہوا کہ سبب وقت ہی ہے، کیونکہ جس کی طرف حکم کی نسبت ہو یا جس کے ساتھ حکم متعلق ہو، وہی سبب ہے، کیونکہ ایک چیز کی دوسری چیز کی طرف نسبت میں اصل یہ ہے کہ وہ سبب ہو، (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد 9، ص: 379)''۔

علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی لکھتے ہیں: ''رہا وجوبِ قربانی کا وقت، تو وہ ایامِ نحر ہیں، پس وقت داخل ہونے سے پہلے قربانی واجب نہیں ہوگی، کیونکہ واجباتِ مؤقتہ (Fixed Time Obligations) مُقررہ وقت سے پہلے واجب نہیں ہوتے، جیسے نماز، روزہ وغیرہ۔ اور ''ایامِ نحر'' تین ہیں اور وہ ہیں، دس ذوالحجہ کی طلوع فجر سے بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک۔۔۔۔ آگے چل کر لکھتے ہیں: کیونکہ عبادات اور قربانی کا وقت نقل وروایت ہی سے معلوم ہوسکتا ہے (یعنی اِس میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہے)، (بدائع الصنائع، جلد 5، ص: 97)''۔

وہ مزید لکھتے ہیں: ''پس جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے، اگر وہ شہر میں ہے اور قربانی کا جانور دیہات میں یا ایسے مقام پر ہے، جہاں نمازِ عید نہیں ہوتی، اور صاحبِ قربانی نے وہاں کسی شخص کو وکیل بنا کر کہا کہ اُس کی طرف سے قربانی کردیں اور اُس نے وہاں طلوعِ فجر کے بعد صاحبِ قربانی کی عید سے پہلے قربانی کردی، تو اُس کی قربانی ادا ہوگئی۔ اور اگر صورتِ حال اس کے برعکس ہے کہ صاحبِ قربانی ایسی جگہ ہے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی اور اس کی قربانی شہر میں ہے جہاں نمازِ عید ہوتی ہے، تو اگر اس صورت میں اُس کے وکیل نے اُس کی قربانی شہر میں نمازِ عید سے پہلے کردی، تو اُس کی قربانی ادا نہیں ہوگی، کیونکہ قربانی کے جواز کے لئے صاحبِ قربانی کے مقام کا نہیں، بلکہ محلِّ قربانی (یعنی جہاں قربانی کی جارہی ہے) کا اعتبار ہے، امام محمد رحمہ اللہ نے ''نوادر'' میں اسی طرح ذکر کیا ہے اور انہوں نے کہا: میں ذبح کے مقام کو دیکھوں گا، مذبوح عنہٗ یعنی صاحبِ قربانی کے مقام کو نہیں دیکھوں گا۔ امام حسن نے امام ابویوسف سے بھی اسی طرح روایت کی ہے، کیونکہ قربانی کرنا عبادت ہے اور اس کے لئے قربانی کی جگہ کا اعتبار ہوگا، نہ کہ ''مذبوح عنہ'' کے مقام کا۔ البتہ امام حسن بن زیاد نے کہا ہے کہ دونوں جگہوں کے شہر ہونے کی صورت میں قربانی اور صاحبِ قربانی دونوں کے مقامات کا اعتبار کیا جائے کہ دونوں جگہ نمازِ عید ہوجائے اور اگر دوسری جگہ کی عید کا پتا نہ چل سکے تو زوال تک انتظار کرے

تاکہ دونوں جگہ کی نمازِ عید کا ہونا یقینی ہو جائے ، (بدائع الصنائع ، جلد 5، ص:111)‘‘۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اُن کے ذہن میں دونوں مقامات کے بُعد کا اتنا ہی تصور تھا، مگر اب صورتِ حال اس کے برعکس ہے اور دونوں مقامات میں بعض صورتوں میں بارہ گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔

علامہ نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ’’اور اگر ایک شخص دیہات میں ہے اور نمازِ عید الاضحیٰ کے لئے شہر میں آیا اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ اس کی قربانی کرلیں، تو اُن کے لئے جائز ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد (یعنی شہر میں نمازِ عید سے پہلے) اس کی قربانی کرلیں (کیونکہ مقامِ ذبح کا اعتبار ہے)، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: میں اس مسئلے میں مقامِ ذبح کو دیکھتا ہوں، نہ کہ ’’مذبوح عنہ ‘‘(یعنی صاحبِ قربانی) کو، ’’الظہیریہ‘‘ میں اسی طرح ہے، امام حسن بن زیاد کا قول اس کے برعکس ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور ہم اسی کو بطور مذہب اختیار کرتے ہیں، ’’الحاوی للفتاویٰ‘‘ میں اسی طرح ہے، (فتاویٰ عالمگیری، جلد 5، ص:296)‘‘۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: ’’ماتن کا یہ کہنا کہ دس ذوالحجہ کو (شہر میں) قربانی کا ابتدائی وقت نمازِ عید الاضحیٰ کے بعد ہے، اس میں تسامح ہے، کیونکہ قربانی کا وقت شہری اور دیہاتی کے لئے فی نفسہٖ ایک ہی ہے، مختلف نہیں ہے، البتہ شہری کے لئے وہاں پر نمازِ عید کا پڑھا جانا شرط ہے۔ پس شہری اور دیہاتی (دونوں) کے لئے قربانی کا اول وقت (دس ذوالحجہ) کو طلوعِ فجر ہے، فرق بس اتنا ہے کہ شہری کے لئے شرط ہے کہ نمازِ عید ادا ہو جائے، سو شہر میں نمازِ عید سے پہلے قربانی کا جائز نہ ہونا شرط (نمازِ عید) کے فُقدان کی وجہ سے ہے، اس لیے نہیں کہ یہ قربانی کا وقت نہیں ہے، (شامی، جلد 9، ص:385)‘‘۔

شمس الائمہ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی لکھتے ہیں: ’’پھر قربانی کا ابتدائی وقت دس ذوالحجہ کو صبح صادق کے طلوع ہونے کا وقت ہے، صرف اتنی بات ہے کہ شہریوں کے لئے نمازِ عید الاضحیٰ کا قربانی سے پہلے ادا کیا جانا شرط ہے، ورنہ قربانی کا وقت فی نفسہٖ شہری اور دیہاتی کے لئے مختلف نہیں ہے، دونوں کے حکم میں فرق صرف وجوبِ صلوٰۃ کا ہے کہ دیہاتی پر نمازِ عید واجب نہیں ہے، (المبسوط، جلد 12، ص:13)‘‘۔

اِن عبارات سے معلوم ہوا کہ قربانی کا اصل سبب وقت ہی ہے، یعنی صاحبِ قربانی کے ایامِ قربانی ہیں اور ایامِ قربانی کے تعین کے لئے قربانی کے مقام کا نہیں بلکہ صاحبِ قربانی کا اعتبار ہوگا۔ البتہ دن اور رات یا نمازِ عید سے پہلے اور بعد کے لئے قربانی کے مقام کا اعتبار ہوگا۔ پس خلاصۂ کلام یہ کہ اگر یورپی ممالک میں مقیم مسلمانوں کے ایامِ نحر شروع ہو چکے ہیں، مگر پاکستان میں ابھی ایامِ نحر شروع نہیں ہوئے، تو پاکستان میں اُن کی طرف سے قربانی قبل از وقت ہونے کی وجہ سے ادا نہیں ہوگی اور اگر یورپی ممالک میں مقیم مسلمانوں کے ایامِ نحر گزر چکے ہیں، اگرچہ پاکستان میں ابھی ایامِ نحر باقی ہیں، تو پاکستان میں ان کی طرف سے قربانی بعد از وقت ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگی۔ ایامِ نحر گزرنے کے بعد قربانی کے جانور کا صدقہ واجب ہوتا ہے، جانور کا ذبح کرنا صرف ایامِ قربانی کے ساتھ مشروط ہے۔ لہٰذا یورپ و دیگر ممالک میں مقیم مسلمانوں کی پاکستان میں قربانی صرف اُس صورت میں جائز ہوگی کہ صاحبِ قربانی جس ملک میں مقیم ہے، وہاں ابھی ایامِ قربانی جاری ہوں اور جہاں قربانی کی جارہی ہے، وہاں کے اعتبار سے بھی قربانی کے ایام جاری ہوں اور وقت بھی درست ہو۔ اس مسئلہ کو عام کرنا اس لئے ضروری ہے کہ بیرونِ ملک مقیم لوگوں کی قربانی کی عبادت صحیح طور پر ادا ہو۔

(روزنامہ دنیا، 11 ستمبر 2016ء)